# اینٹی بائیوٹیک آمر اور شیخ رشید احمد

تحریر: سہیل احمد لون

برطانوی راج کے تسلط سے آزاد ہوئے ہمیں ساڑھے چھ دہائیاں ہو چکی ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے آج بھی ہماری سیاسی کٹھ پتلیوں کی ڈور کا ایک سرا لندن اور دوسرا واشنگٹن سے ہلتا ہے تو وطن عزیز میں پتلی تماشہ شروع ہو جاتا ہے۔ ٹیڑھے آنگن میں جب سیاسی پتلیاں مرضی کا ناچ دکھانے میں ناکام ہو جائیں تو ہر فن مولا آمروں کو فن کے جوہر دکھانے کا موقع دیا جاتا ہے۔ پاکستان کے بعد برطانیہ کا شہر لندن ہمارے سیاسی، مذہبی، عسکری رہنماؤں، فنکاروں، کھلاڑیوں، ادیبوں اور شاعروں کا پسندیدہ ترین مقام ہے۔ جہاں وہ کسی نہ کسی بہانے حاضری لگانے آتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی صدر پاکستان سمیت حساس اداروں کے اعلیٰ عہدیدار لندن میں موجود ہیں۔ برطانیہ میں مختلف ممالک سے کئی نسلیں آباد ہیں جن میں پاکستانی کمیونیٹی کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے۔ یہاں مذہبی اور سیاسی آزادی ہے اور یہاں بسنے والے باشندوں کو اپنی مرضی کے مطابق مذہب، فرقہ اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے میں کسی پابندی کا سامنا نہیں۔ پاکستان میں جو کچھ بھی نہیں کرتا یا کچھ بھی نہیں کر سکتا سیاست ضرور کرتا ہے۔ یہ روایت ہم نے دیارِ غیر میں بھی زندہ رکھی ہے۔ ہماری کمیونٹی یہاں بھی سیاست میں بہت فعال نظر آتی ہے۔ پاکستانیوں کے علاوہ شاید کوئی دوسرا تارکِ وطن برطانیہ کی سیاسی سرگرمیوں میں اتنا فعال نظر نہیں آتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ برطانوی باشندے بھی سیاست میں اتنی دلچسپی نہیں لیتے کیونکہ ان کے خیال میں سیاست میں پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے علاوہ مخصوص تعلیم کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لیے انہوں نے سیاست مخصوص طبقے کے حوالے کر کے اپنے آپ کو اس جھنجٹ سے آزاد کروالیا ہے۔ ادبی، ثقافتی، مذہبی اور فنی سرگرمیاں میں تو یہاں آباد تمام لوگ ہی حصہ لیتے ہیں مگر ہماری سیاسی سرگرمیاں بھی عروج پر رہتی ہیں۔ بڑی سیاسی پارٹیوں کے علاوہ یہاں تانگہ اور سائیکل پارٹیاں بھی اپنے اجلاس کرتی نظر آتی ہیں۔ گزشتہ ہفتے ''فرزند پاکستان شیخ رشید احمد'' بھی برطانیہ تشریف لائے یہاں انہوں نے اپنی پارٹی عوامی مسلم لیگ لانچ کی۔ جس کا مقصد تارکین وطن سے براہ راست رابطہ، سیاسی حمایت اور مالی امداد بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ان کے نیک مقصد میں کامیاب فرمائے (آمین)۔ اس مقصد کے لیے عوامی مسلم لیگ برطانیہ کے صدر سلیم شیخ، جنرل سیکرٹری نتاشہ شیخ، پرویز شیخ اور منزہ بصیر کے علاوہ دیگر عہدیداروں نے ان سے بھرپور تعاون کیا۔ پاکستان میں سرکاری ملازم، تاجر، مزدور، طالب علم سمیت تمام شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ہفتے میں کم از کم ایک چھٹی تو کر ہی لیتے ہیں، اس کے علاوہ گوشت، سی این جی کا بھی ناغہ ہو جاتا ہے مگر شیخ رشید احمد خاص طور پر الیکشن ہارنے کے بعد ٹی وی چینلز اور خبروں میں آنے کا ناغہ کرتے کبھی دکھائی نہیں دیئے۔ ان دنوں وہ لندن میں اپنی پارٹی فعال کرنے کی غرض سے آئے ہیں، پاکستان میں ٹی وی چینلز ان کی کمی تو شدت سے محسوس کر رہے ہوں گے مگر اس کمی کو انہوں نے یہاں پورا کر دیا۔ بقول شیخ رشید احمد دیگر سیاسی پارٹیوں کے میڈیا کے بجٹ 2 ارب تک ہیں ان کی پارٹی کے پاس اتنا پیسہ نہیں لہٰذا اپنی سیاسی سرگرمیوں، سوچ اور پلاننگ کو براہ راست ٹی وی پر آ کر عوام الناس سے شیئر کر لیتے ہیں جس کے لیے وہ میڈیا کے ممنون بھی ہیں۔ ویسے ممنون تو میڈیا والے بھی شیخ صاحب کے ہیں کیونکہ ٹی وی چینلز کے لیے شیخ رشید احمد کی

اہمیت وہی ہے جو ٹیلی کیمونیکیشن کے لیے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی.....! شیخ رشید احمد کی بے باکی اور صاف گوئی ٹی وی چینلز کی ریٹنگ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان کی سیاسی بصیرت اور بصارت کا ثبوت ان کی سیاسی پیش گوئیاں ہیں جو اکثر سچ ثابت ہوتی ہیں۔ کچھ لوگوں نے تو اس مقصد کے لیے چڑیا پال رکھی ہے مگر شیخ رشید احمد تو ایسی چڑیوں کو دانہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتے۔ شیخ رشید احمد کی سیاسی پیش گوئی کے مطابق گزشتہ الیکشن خونی تھے اور محترمہ کی شہادت نے وہ پیش گوئی سچ کر دی۔ اس وقت بھی شیخ رشید کا سیاسی استخارہ الیکشن میں خون کی بو محسوس کر رہا ہے۔ شیخ رشید احمد نے ابھی اس بارے میں کوئی اشارہ نہیں دیا کہ خونی الیکشن میں کس کا خون کسے ''راس'' آئے گا؟ آج کل شیخ رشید احمد کو سیاست میں وہی مقام حاصل ہے جو کبھی فلم انڈسٹری میں سلطان راہی کو نصیب ہوا تھا..... جیسے سلطان راہی فلم کی کامیابی کی ضمانت سمجھے جاتے تھے شیخ رشید احمد ٹی وی چینلز کی ریٹنگ کی ضمانت ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ان کا کھرا پن ہے، ایک منجھے ہوئے سیاستدان کی طرح ان کو پتہ ہے کہ عوام کیا سننا پسند کرتے ہیں۔ شیخ رشید احمد نے تحریک انصاف سے 10 سیٹوں کی خیر مانگی ہے لیکن ہم پنجاب کے لوگ جب کوئی آنکھیں سر پر رکھ لے تو کہتے ہیں کہ یہ تو پٹھان ہو گیا ہے اب حقیقی پٹھان شیخ صاحب کے ساتھ کیا کرتا ہے اس کیلئے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا، اب دیکھنا یہ ہے کہ بظاہر ''اکائی'' نظر آنے والی کو اگر ''دہائی'' مل جائے تو کیا وہ دوہائی ڈالنے میں کامیاب ہو سکے گی؟ شیخ رشید احمد نے مسلم لیگ (ق) میں اپنی حیثیت زیرو ہوتی دیکھی تو انہوں نے اپنی پارٹی عوامی مسلم لیگ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ ویسے ذاتی طور پر مجھے عوامی مسلم لیگ کا نام اتنا پسند نہیں کیوں کہ اس سے پہلے بھی مسلمانوں کی ایک عوامی لیگ نے ملک دو ٹکڑے کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ شیخ رشید احمد سیاسی ہیرو بننے میں چاہے کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں مگر وہ ایسے سیاسی ''زیرو'' ضرور ہیں جن کی ضرب لگنے سے جواب زیرو ہو جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تحریک انصاف اس سیاسی زیرو کو کیسے جمع تقسیم کرتی ہے؟ یہ بات بھی اٹل حقیقت ہے کہ اگر سیاست کے زیرو کو صحیح جگہ لگایا جائے تو اکائی دہائی میں اور دہائی سینکڑے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مسائل کی دلدل میں پھنسے وطن عزیز کا اپنا وقار، عزت اور خود مختاری بحال کرنے کا فارمولا صرف ایک لفظ ''سچ'' میں پنہاں ہے۔ یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ ہمارا معاشرہ جہاں کھڑا ہے وہاں سچ بولنا بہت مشکل کام ہے، سچ پر قائم رہنا اس سے بھی مشکل کام ہے اور سچے بندے کا ساتھ دینا مشکل ترین بلکہ کارِ محال ہے۔ شیخ رشید احمد ٹی وی چینلز اور خبروں میں سچ بولتے نظر آتے ہیں اور کسی حد تک سچ پر قائم رہنے کی کوشش بھی کر لیتے ہیں مگر جب بات سچے کا ساتھ دینے کی آئے تو حالات بدل جاتے ہیں۔ سابقہ الیکشن میں شیخ رشید احمد کا ساتھ اس کے محلے داروں نے بھی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ بقول شیخ رشید احمد ہماری عوام کا حافظہ بہت کمزور ہے مگر شاید اتنا کمزور بھی نہیں کہ ان کو یہ بھول جائے کہ شیخ رشید احمد سچ تو بولتا ہے مگر سچے کا ساتھ نہیں دیتا۔ کیونکہ ماضی میں شیخ رشید احمد 2 مرتبہ آمروں کے ساتھ ہاتھ ملا چکے ہیں اور آج بھی ان کی باتوں سے ایسی ہی خواہش کی جھلک نظر آتی ہے۔ لال حویلی کا بوٹوں والی حویلی سے صرف چھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے سو جی ایچ کیو کے قریب ترین رہنے والے کا ہمسایہ گری میں اتنا فرض تو بنتا ہی ہے۔ بقول ان کے موجودہ جرنیل ہومیو پیتھک ہیں حالانکہ انہوں نے جمہوری عمل کو بچانے کے لیے اپنی ساکھ داؤ پر لگائی ہے، اگر مستقبل میں کوئی اینٹی بائیوٹیک جرنیل آ گیا تو کیا شیخ رشید آمروں کا ساتھ دینے کی ہیٹ ٹرک مکمل کریں گے؟

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com


03-02-2013.